Name : Attia Altaf.
Batch : 63
Test : Islamic Studies.

سوال ۳۔
عقیدہ رسالت بیان کریں۔ انسانی زندگی میں اس کی اہمیت پر بحث کریں۔

تعارف:
عقیدہ رسالت اسلام کے ان بنیادی عقائد میں شامل ہے جن پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ رسالت پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے انبیاء و رسل کا جو سلسلہ اختیار کیا ہے اس کو برحق مانا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء و رسل مبعوث فرمائے سب کو برحق مانا جائے، بحیثیت رسول ان میں کوئی تفریق نہ کی جائے۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول و نبی مانا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر عمل کیا جائے جس نے سابقہ تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

رسالت کے معنی و مفہوم:-
رسالت کے لفظی معنی ہیں "پیغام اور پیغام پہنچانا"۔ رسول کے معنی ہیں پیامبر، قاصد۔ مرسل کا معنی ہے رسول بنا کر بھیجا ہوا۔ دینی اصطلاح میں رسالت کا معنی ہے "اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا اور

رسول کا معنی ہے "اللہ کا پیغام پہنچانے والا"۔ نبوت کا لفظی معنی ہے خبر اور نبی کا لفظی معنی ہے خبر دینے والا۔

رسالت کی ضرورت :-

اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں پر احسان کرتے ان میں اپنا رسل مبعوث کئے جنہوں نے توحید کے پرچم پر تلے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان کسی ایک قوم کے لیے مخصوص نہیں تھا۔ بلکہ اس نے ہر قوم میں رسول بھیجا تاکہ لوگوں کو ضلالت سے نکال کر نورِ ہدایت کی طرف لائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ :- "اور ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا ہے"

"اور ہر قوم کے لیے رسول ہے"

"اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے"

انسانی زندگی میں اس کی اہمیت :-

1. عقائد :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے قبل لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے حوالے سے مختلف طرح کے وسوسوں اور باطل تصورات میں گھرے ہوئے تھے۔ کوئی سورج، چاند، ستارے کی پوجا کرنے میں مصروف تھا تو کوئی شجر و حجر کو

کو اپنا معبود سمجھ رہا تھا۔ مسیحی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بجائے عقیدۂ تثلیث کا پرچار کرنے میں مصروف ہیں۔

یہود عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھ رہے ہیں۔ اور اپنے علما کو ربوبیت کے مقام پر پہنچا چکے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا کامل تصور پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ ہی میں جزیرۃ العرب بت پرستی سے پاک ہو چکا تھا۔ اور مشرکین مکہ اور جزیرۃ العرب کے کفار معبودانِ باطل کو پوجا چھوڑ کر اللہ واحد لاشریک کے آستانہ پر جھکنے والے بن چکے ہیں۔

2۔ سماج پر اثرات:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے قبل سماج برائیاں پورے عروج پر تھیں۔ پورا معاشرہ انانیت انتقام اور حسد کی لپیٹ میں تھا۔ برادری شراب نوشی، قتل و غارت گری، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا اور اس طرح کی کئی برائیاں معاشرے میں عام تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا یہ اثر ہوا کہ معاشرہ ان

برسوں سے بلسر پاک ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کی عزت اور رتبے کو بلند کیا۔ اور اس کا خون ناحق کو روک دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت مسلمان سماج کو ایمان اور عمل صالح کا رنگ میں رنگا تو اس کے بعد جب شراب پر پابندی کو عائد کیا گیا تو مسلمانوں نے شراب سے مکمل دوری کو اختیار کر لیا۔

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منادی سے ندا کرائی کہ شراب حرام ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا (یہ سنتے ہی) ابو طلحہ نے کہا کہ باہر لے جاکر اس شراب کو بہادے چنانچہ میں نے باہر نکل کر ساری شراب بہادی۔

شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی تو بعض لوگوں نے کہا یوں معلوم ہوتا ہے کہ شراب ان کے پیٹ میں موجود تھی۔

اسی طرح ایک دوسرے کے جانی دشمن لوگ ایک دوسرے کے اس قدر خیر خواہ ہوگئے کہ اپنے جائز حق کو بھی اپنے بھائی پر ایثار کرنے پر آمادہ ہو جاتے تھے

اسی بات کو قرآن پاک نے بڑی احسن انداز میں بیان کیا

ہے

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

سیاسی تبدیلی:۔

عرب معاشرہ قبائل میں تقسیم تھا اور ہر قبیلہ اپنے تشخص، روایات ماضی اور حسب نسب پر ناز کیا کرتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیمات کا یہ اثر ہوا کہ قبائل باہم شیر و شکر ہو گئے اور عرب معاشرہ اس قدر مربوط ہو گیا کہ صرف عرب معاشرے میں ایک ہمہ گیر سیاسی تبدیلی رونما نہیں ہوئی بلکہ دنیا کی سپر طاقتیں بھی ایک قلیل عرصے بعد مسلمان سلطنت کا حصہ بن گئیں۔

سوال نمبر: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں توکل اور تقویٰ کے تصور پر بحث کریں۔

توکل:۔

توکل کی اجمالی تعریف یوں ہے کہ اسباب و تدابیر کو اختیار کرتے ہوئے

فقط اللہ تعالیٰ پر اعتماد بھروسہ کیا جائے اور تمام کاموں کو اس کے سپرد کر دیا جائے۔

حضرت سیدنا امام غزالیؒ نے توکل کی تعریف یوں بیان فرماتی ہے۔

توکل دراصل علم، کیفیت اور عمل تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے یعنی بندہ اس بات کو جان لے کہ فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ تمام مخلوق، موت و زندگی، تنگدستی و مالداری، ہر شے کو وہ اکیلا ہی پیدا فرمانے والا ہے۔ بندوں کے کام سنوارنے پر اسے مکمل علم و قدرت ہے۔ اس کا لطف و کرم اور رحم اور تمام بندوں پر اجتماعی اعتبار سے ہر بندے پر انفرادی اعتبار سے ہیں۔ اس کی قدرت سے بڑھ کر کوئی قدرت نہیں۔ اس کے علم سے کسی کا علم نہیں۔

آیت مبارکہ:-

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:- "اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے"

اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:

"اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو

اگر تمہیں ایمان ہے"

رب پر توکل کرنے کا انعام:

دو جہاں کے تاجور، سلطان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے

اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح بھروسہ کرو جیسے اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا جیسے پرندوں کو عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں

توکل کے احکام:

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ "توکل ترک اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے" یعنی اسباب کو چھوڑ دینا توکل نہیں ہے بلکہ اسباب پر اعتماد نہ کرنے کا نام (رب تعالیٰ پر اعتماد کرنا) کا نام توکل ہے۔

تقویٰ:-

اسلام کی روشن تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم اللہ وحدہٗ لاشریک سے ڈرنا یعنی اس کا خوف و خشیت رکھنا بھی ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

"جہاں بھی رہو اللہ پاک سے ڈرتے رہو"

اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث پاک میں تین وصیتیں فرمائی ہیں جن میں پہلی وصیت پاک سے ڈرنے کے بارے میں ہے۔

تقویٰ و پرہیزگاری کی آسان تعریف:-

آخرت میں نقصان دینے والے کام سے بچنا "تقویٰ و پرہیزگاری" ہے اور بچنے والے کو متقی و پرہیزگار کہتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں
"لوگوں کو متقین کا نام اس لئے دیا جاتا ہے کہ وہ ان ساری چیزوں سے بچتے ہیں جن سے بچا نہیں جاتا۔

تقوی کی اقسام :-

- کفر سے بچنا۔ اللہ کے کرم سے یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔
- بد مذہبی سے بچنا۔
- ہر کبیرہ اور صغائر سے بچنا۔
- شبہات اور شہوات سے بچنا۔
- غیر کی طرف التفات سے بچنا۔ یہ اللہ پاک کے بہت ہی خاص بندوں کا منصب ہے۔

تقوی کا اثر :-

جو مسلمان تقوی و پرہیزگاری اختیار کرتا ہے اللہ پاک اس کے کاموں میں برکت ڈال دیتا ہے اور وہ دنیا کا فائدہ حاصل کر جاتا ہے۔ چونکہ متقی مسلمان کا مقصد اپنی واہ واہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی رضا ہوتی ہے۔

لہذا اس کی باتیں عام لوگوں سے زیادہ فائدہ مند ہوتی ہے۔ حضرت ابو سعید بلخی فرماتے ہیں۔ جب ان سے کسی نے پوچھا: بزرگوں کی باتیں بعد والوں کی باتوں سے زیادہ فائدہ مند کیوں ہوتی ہیں؟

آپ نے فرمایا:

ان کی چاہت اسلام کی عزت، لوگوں کی نجات، بھائیوں پر شفقت اور

رحمن کی رضا ہوتی ہے اور ہماری چاہت
عزتِ نفس، لوگوں کی تعریف اور دنیا
میں خوش حالی کی طلب ہوتی ہے۔